قمری مہینے اور فلکیاتی حساب

یوسف مواہب فاخوری

(ترجمہ۔ ڈاکٹر محمد خالد مسعود)

ملت اسلامیہ کا یہ ایک قابل توجہ مسئلہ ہے اس مسئلے پر مزید بحث و تمحیص کی ضرورت ہے۔ اس مسئلے کا ایک پہلو عمرانی ہے اور دوسرا دینی۔ ان دونوں پہلوؤں کو بیک وقت ملحوظ خاطر رکھ کر غور کرنے سے ہی کوئی ایسا نتیجہ برآمد ہوسکتا ہے جو اقرب الی الصواب اور پوری ملت کے لئے قابل قبول ہو۔ اس موضوع پر اگر کوئی صاحب طبع آزمائی کرنا چاہیں تو فکر و نظر کے صفحات میں ان کی تحریر کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ (ایڈیٹر)

* * * *

ذیل کا مقالہ بیروت کے مشہور علمی و دینی مجلے **الفکر الاسلامی** کے جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ کے شمارے میں **"الشھور العربیہ و ضرورۃ اعتماد الحساب الفلکی فی تحدیدھا"** کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اسلامی ممالک میں آج کل جہاں سیاسی اتحاد کے رجحانات قوت پکڑ رہے ہیں وہاں دینی مسائل میں وحدت پر بھی اظہار خیال عام ہو گیا ہے۔ ان میں سے ایک مسئلہ توقیت اور تقویم کا بھی ہے۔ اس ضمن میں مسلمان اب مباحث سے گذر کر عملی اقدامات کی منزل تک آپہنچے ہیں۔ الجزائر میں الملتقی السابع للتعرف علی الفکر الاسلامی منعقدہ ۱۰-۲۳ جولائی ۱۹۷۲ء میں الجزائر کے وزیر تعلیم نے تاریخ اسلام

22791

میں سائنس اور مذہب میں جو قریبی رابطہ رہا ہے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ جب مسلمانوں کو نمازوں کے اوقات معلوم کرنے کی ضرورت پیش آئی تو گھڑی ایجاد ہوئی ۔ آج روزے اور عید کے لئے چاند کے دیکھنے کا جو مسئلہ ہر سال پیش آتا ہے اس کے لئے ہم سائنس کی ایجاد سے فائدہ اٹھائیں تو یہ اسلام کے اس اصول کے عین مطابق ہوگا کہ سائنس اور مذہب میں تصادم نہیں ۔ انہوں نے کہا کہ مطلع ابر آلود ہو یا کسی وجہ سے چاند دیکھنا ممکن نہ ہو اور حساب کی رو سے افق پر چاند موجود ہو تو اسے تسلیم کرلینا چاہیئے اور آنکھ سے چاند دیکھنے پر اصرار نہ ہونا چاہیئے (تفصیل کے لئے دیکھیئے ماہنامہ ''محدث،، لاہور جلد ۳ ۔ عدد ۱۲ ص ۱۲)

اسی سلسلے میں کویت میں مسلم وزرائے اوقاف کی کانفرنس ہوئی جس میں وہ اس فیصلے پر پہنچے کہ چاند کی گردش کے حساب کو ماہرین فلکیات پر چھوڑ دیا جائے اور علمی وثوق کے ساتھ جو تقویم وہ تیار کریں اس پر عمل کیا جائے ۔ (ایضاً) حال ہی میں ان کی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے رابطة العالم الاسلامی نے مارچ ۷۴ء میں جدہ میں مختلف ماہرین کی ایک کانفرنس بلائی اس میں جامعہ قاہرہ کے شعبہ علوم فلکیات کے سربراہ ڈاکٹر محمد جمال الدین آفندی کو شرکت کے لئے خصوصی طور پر بلایا گیا ۔ اس کانفرنس میں توقیت اور تقویم کے مختلف مسائل زیر بحث آئے جن کی تفصیل اخبار العالم الاسلامی کے ۱۸ مارچ ۱۹۷۴ء کے شمارے میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے اس کانفرنس میں جو قرار دادیں منظور کی گئیں ان میں سے دو اس موضوع پر بے حد اہم ہیں ۔

(۱) توقیت کے بارے میں یہ تجویز ہوا کہ گرینچ کی بجائے عالم اسلامی کے لئے مرکزی توقیت مکہ مکرمہ کو قرار دیا جائے کیونکہ یہ عملی طور پر شمالاً جنوباً اور شرقاً غرباً زمین کے عین وسط میں ہے جو گرینچ کو مرکز

کو تقویت قرار دینے کی وجہ سے عالم اسلام کو سٹینڈرڈ ٹائم میں تفاوت کی جو دقتیں پیش آتی ہیں اس سے ان کا ازالہ ہوسکے گا۔

(۲) اس سلسلے میں بے حد اہم قرارداد کانفرنس کے فقہی شعبہ کی تھی جس میں عالم اسلام کے چیدہ علماء و فقہا شرکت کر رہے تھے۔ اس قرارداد کا متن درج ذیل ہے۔

اذا ثبتت رؤية الهلال شرعا في بلد اسلامي في رمضان او في شوال و حكم بثبوتها حاكم شرعي لزم الصوم في رمضان والافطار منه في شوال بجميع البلاد الاسلامية الاخرى و هذا موافق لما عليه المذاهب الاربعة۔

جب رمضان میں یا شوال میں کسی اسلامی شہر (ملک) میں شرعی طور پر رؤیت ہلال ثابت ہوجائے اور شرعی حاکم اس کے ثبوت کا فیصلہ دے دے تو دوسرے تمام اسلامی شہروں (ملکوں) میں رمضان میں روزے اور شوال میں روزے کا افطار لازمی ہوجاتا ہے۔ یہ (رائے) مذاہب اربعہ کے عین موافق ہے۔

جامعہ ازہر کے کلیۃ الشریعہ میں شرعی فلکیات کی مجلس نے بھی ایک فتوی میں اس کی تصدیق کی کہ اس بات کا شرعی طور پر اور فلکیاتی حساب کی رو سے امکان موجود ہے کہ اسلامی مہینوں کی پہلی تاریخوں میں تمام اسلامی حکومتوں میں وحدت قائم کردی جائے۔

رابطہ عالم اسلامی نے اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے رمضان ۱۳۹۳ھ سے مکہ مکرمہ میں ایک رصدگاہ کی تنصیب کے آغاز کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کی تکمیل میں آٹھ مہینے لگیں گے اور اس پر ایک لاکھ چالیس ہزار ریال صرف ہوں گے۔

اس وقت جب کہ عالم اسلامی اپنے اتحاد کے لئے مختلف سطحوں پر کوشش کر رہا ہے ایسے عملی اقدامات اس اتحاد کی امید کو بے حد تقویت دیتے ہیں۔

تاہم پاکستان میں رؤیت ہلال کے مسئلے پر بات اتنی صاف نہیں ہے جتنی بلاد عربیہ میں معلوم ہوتی ہے۔

رؤیت ہلال کے مسئلے پر حنفی مسلک کے اعتبار سے نہایت جامع اور مختصر بحث مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ کے رسالے **رویت ہلال** (ادارة المعارف کراچی ۱۳۸۰ھ) میں موجود ہے۔ رسالہ کا اصل مسودہ ۱۳۶۰ھ میں لکھا گیا تھا۔ ظاہر ہے اس عرصے میں بہت سے نئے مسائل و مباحث سامنے آئے ہیں لیکن عام طور پر پاکستانی علماء کا مسلک کم و بیش اب تک وہی رہا ہے۔

رؤیت ہلال کے بارے میں اجمالی طور پر مسائل دو ہیں۔ اولاً رؤیت ہلال کے سلسلے میں کیا آلات جدیدہ سے مدد لی جاسکتی ہے۔ دوسرے کیا تمام عالم اسلامی میں ایک ہی دن عید ادا کرنے کا شرعی امکان، جواز یا وجوب موجود ہے۔

مفتی صاحب نے یہ وضاحت کرتے ہوئے کہ مسئلہ ہلال کے وجود کا نہیں بلکہ رؤیت کا ہے، آلات جدیدہ سے مدد لینے کی اجازت دی ہے بشرطیکہ اسلامی اصول مجروح نہ ہوں۔ یہ اجازت بہر حال کچھ زیادہ معنی خیز نہیں کیونکہ جب مسئلہ چاند کو آنکھوں سے دیکھنے کا ہے، وجود ہلال کا نہیں تو آلات سے مدد کس سلسلے میں لی جائے گی۔ مزید برآں مفتی صاحب نے وضاحت بھی کردی ہے کہ ریاضی کے حسابات اور آلات رصدیہ کے نتائج یقینی بھی نہیں (ص ۳۰) جو بات قابل توجہ ہے وہ ہے مفتی صاحب کی یہ بحث کہ ریاضی اور فلکیات کے حسابات کی باریک بینیاں ہر شخص کی سمجھ میں آسانی سے نہیں آسکتیں اس لئے شریعت اسلام کی سہولت اور یکسانیت پسندی کا مقتضاء یہی تھا کہ عام آدمی کو ان کا پابند نہ کیا جائے (ص ۲۷)۔ انھوں نے بڑی وضاحت سے بتایا کہ شمسی مہینے اور تاریخیں آلات رصدیہ کے بغیر معلوم

نہیں ہوسکتے تھے، عام آدمی کے لئے ان کا حساب بے حد دشوار تھا لیکن آج جو سہولت اس میں نظر آتی ہے اس کی وجہ مفتی صاحب کے نزدیک یہ ہے کہ ''یہ سب چیزیں آج بہت عام ہوجانے کے سبب شہروں سے گذر کر دیہات تک پھیل گئی (کذا) اس لئے اس کی دشواری کا احساس نہ رہا،، (ص ۲)۔

اگر آلات رصدیہ کے ذریعے قمری مہینوں کی تاریخوں کا تعین بھی ہوجائے اور ابلاغ عامہ کے ذرائع سے ان کا علم بھی عام ہو جائے تو کیا شریعت اسلام کی سہولت اور یکسانیت پسندی کا تقاضا نہیں ہوگا کہ آلات جدیدہ سے مدد لے کر توقیت و تقویم میں یکسانیت پیدا کی جائے۔ ہاں نفسیاتی طور پر اسے قبول کرنے میں کچھ دیر لگے گی اس کے لئے شریعت میں تدریج کا اصول موجود ہے۔

دوسرا مسئلہ ہے۔ وحدت کا۔ مفتی صاحب نے اول تو اس کی ضرورت سے ہی انکار کیا ہے کیونکہ رمضان اور عیدین تہوار نہیں بلکہ عبادات ہیں۔ اس لئے وحدت و یکسانیت کی فکر کی ضرورت نہیں (ص ۳۹) ان کے نزدیک یہ وحدت ناممکن بھی ہے کیونکہ اگر عید کا ایک ہی دن منانا کوئی امر مستحسن ہے تو پھر سارے عالم کے مسلمانوں کو ایک ہی دن عید منانی چاہئیے،،(ص ۳۹) جو آج کے دور میں ممکن نہیں۔ آخر میں وہ بہر حال اس بات سے ضرور متفق ہوگئے ہیں کہ اگر پورے ملک میں ایک ہی دن عید منانے کا فیصلہ کرنا ہی ہے تو اس کی جائز صورت کے لئے کچھ شرطیں ہیں (ص ۴۴ وما بعدہا)۔ اس جواز کی تفصیل میں انھوں نے ضلع وار ہلال کمیٹیوں کے انعقاد کی تجویز پیش کی ہے جس کا افسر صدر مملکت کا قائم مقام متصور ہو ''کیونکہ صدر مملکت کے سوا کسی عالم یا افسر کا فیصلہ پورے ملک کے لئے واجب التعمیل نہیں ہوسکتا،، (ص ۴۷) اس کی دلیل میں انھوں نے فتح الباری شرح بخاری کتاب الصوم کا یہ اقتباس نقل کیا ہے۔

وقال ابن الماجشون لا يلزمهم بالشهادة الا لاهل البلد الذی تثبت فیه الشهادة الا ان یثبت عند الامام الاعظم فیلزم الناس کلهم لان البلاد فی حقه کالبلد الواحد اذ حکمه نافذ فی الجمیع ۔

امام ابن ماجشون فرماتے ہیں ان کی شہادت صرف اس شہر کے لئے لازم ہوگی جہاں یہ ثابت ہوئی ہے ۔ الا یہ کہ شہادت سربراہ ملک کے سامنے ثابت ہو اس صورت میں یہ تمام لوگوں کو لازم ہوگی کیونکہ امام کے لئے تمام شہر ایک شہر کے حکم میں ہیں کیونکہ اس کا حکم ان تمام میں نافذ ہے ۔

اس اقتباس سے دو چیزیں سامنے آتی ہیں ایک تو یہ کہ اگر کسی علاقے میں سیاسی وحدت قائم ہو تو جغرافیائی حدود کچھ بھی ہوں اس میں وحدت عید و رمضان لازمی ہے ۔ دوسرے جب ایک شہر کی رؤیت کی شہادت دوسروں کے لئے لازمی ہے تو معلوم ہوا کہ مسئلہ رؤیت کا نہیں ظہور ہلال کا ہے ۔ کیونکہ اگر رؤیت لازم ہو تو ہر ایک کے لئے چاند دیکھنا لازمی ہوگا اور اس کی شہادت لزوم رویت کے لئے کافی نہیں ۔ ظاہر ہے شہادت رویت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہلال موجود ہے اور اسی ثبوت کی بنا پر احکام مرتب ہوتے ہیں ۔

فتوی ہمارا منصب ہے نہ مقصود ۔ ذیل میں جس مضمون کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے اس میں اس مسئلے پر علمی انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ امکان ثابت کیا گیا ہے کہ ظہور ہلال کے باوجود بعض اوقات اس کی رویت نہیں ہو پاتی ۔ اس سے حسابی طور پر جو دقتیں پیش آتی ہیں ان کی بنا پر تجویز کیا گیا ہے کہ ثبوت ہلال کے لئے آنکھ سے دیکھنے پر اصرار نہ کیا جائے ۔ شرعی طور پر اس تجویز کے جو نتائج نکلتے ہیں وہ ہمارے علماء اور فقہاء کے لئے توجہ طلب ہیں ۔ دیگر ممالک اسلامیہ کے علماء نے اس طرف

توجہ دے کر اپنی علمی اور دینی ذمہ داریوں سے عہدہ بر آہونے کی کوشش کی ہے۔ کیا ہم یہ خواہش کرنے میں حق بجانب نہیں کہ جس وقت عالم اسلامی میں توقیت و تقویم کی وحدت کے لئے مکہ مکرمہ میں رصدگاہ قائم کی جارہی ہے ہم پاکستان میں بھی اس مسئلے پر بحث و تمحیص کے ذریعے غور و فکر کے مواقع فراہم کریں۔

مترجم۔

رمضان المبارک کی پہلی تاریخ نیز عربی مہینوں کی پہلی تاریخوں کے تعین کے سلسلہ میں رویت ہلال کا مسئلہ ہر سال شدت اختیار کر جاتا ہے کیونکہ ان مہینوں میں رویت ہلال کا تعلق روزوں اور دیگر تہواروں اور عیدوں سے ہے۔ عموماً رویت ہلال کے بارے میں جن بحثوں، قیاس آرائیوں اور پیش گوئیوں کا سلسلہ چل پڑتا ہے اس سے لوگوں میں یہ یقین عام ہو چلا ہے کہ عربی مہینوں کی پہلی تاریخوں کا تعین نہایت ہی مشکل اور محال کام ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ ظہور ہلال کا حساب اور اس کے طلوع و غروب کے اوقات کا تعین خاصا مشکل مسئلہ ہے جس کے لئے علم فلکیات سے آگاہی نہایت ضروری ہے کیونکہ چاند کا طلوع و غروب زمین کی حرکت اور محوری گردش کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ یہ چاند کی اپنی حرکت و گردش کا نتیجہ ہے جو زمین اور سورج کی کشش کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ اور مزید

یہ کہ زمین کے گرد چاند کی گردش ہر لحاظ سے بے قاعدہ ہے(۱)۔ (مثلاً صعود مستقیم اور میلان . . . وغیرہ) تاہم جدید علم فلکیات نے ان تمام مشکلات پر قابو پالیا ہے۔ آج کا علم فلکیات ظن اور اندازے کو نہیں بلکہ واضح ترین حقائق کو اپنے حساب کی بنیاد بناتا ہے۔ اس مسئلے میں خلفشار اور عدم اعتماد کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم مہینے کی پہلی تاریخ کے تعین کے لئے رویت ہلال اور اس کی گواہی پر انحصار کرتے ہیں۔ یعنی جب سورج کے غروب ہونے کے بعد کسی علاقے میں ہلال کو آنکھوں سے دیکھ لیا جائے تب اس رویت کی بنیاد پر اگلے دن کو مہینے کا پہلا دن قرار دیا جاتا ہے اور اگر سورج کے غروب کے بعد رویت ہلال ثابت نہ ہو تو مہینے کی پہلی تاریخ کو ظہور ہلال کے وقت سے تیسرے روز تک ملتوی کردیا جاتا ہے۔

یہ مسلمہ امر ہے کہ چاند کے مہینے سے مراد وہ وقفہ یا مدت ہے جو دو محاقوں (چاند نظر نہ آنے والی مدتوں) کے درمیان یعنی ایک محاق سے دوسرے محاق تک یا دو ''اقترانوں،، (سورج اور چاند کا ایک دوسرے کے قریب آ جانا)

(۱) چاند زمین کے گرد باقاعدہ گول دائرے میں گردش نہیں کرتا بلکہ ایک قسم کا بیضوی دائرہ بناتا ہے۔ مزید یہ کہ جیسا کہ شکل سے ظاہر ہوتا ہے اپنی گردش کے دوران چ۴ سے چ۱ اور چ۲ کی طرف گردش کے وقت چاند زمین کے قریب ہوتا ہے اس لئے اس کی رفتار بھی تیز ہوتی ہے لیکن چ۲ سے چ۳ اور چ۴ کی طرف گردش کے وقت یہ زمین سے دور ہوتا ہے اس لئے رفتار بھی سست ہوتی ہے (مترجم)

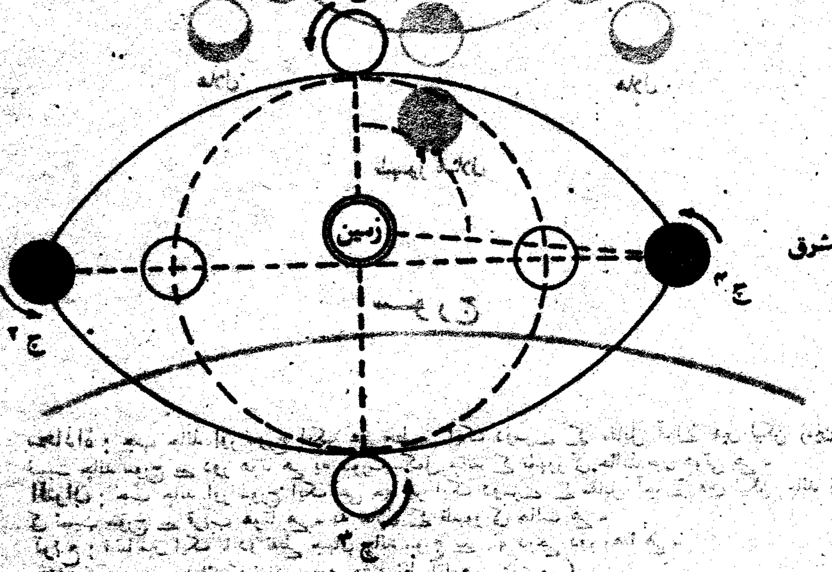

کے درمیان یعنی ایک اقتران سے آئندہ اقتران کے مابین واقع ہے۔ اور ایک اقتران — چاند اور سورج کا اقتران — اس وقت مکمل ہوتا ہے جب دونوں اجرام فلکی یعنی چاند اور سورج ایک ہی خط طول پر واقع ہوتے ہیں (۲) اس اقترانی گردش کی لمبائی کا اوسط یعنی ایک اقتران سے دوسرے اقتران تک

(۲) چاند کے ان مختلف مدارج کو مندرجہ ذیل شکل کے ذریعے واضح کیا جاتا ہے۔ اس شکل میں اندرونی دائرے میں چاند کی وہ شکلیں دکھائی گئی ہیں جو سورج کی روشنی پڑنے سے فضا میں نظر آتی ہیں اور باہر کی جانب وہ حالتیں دکھائی گئی ہیں جو زمین سے نظر آتی ہیں۔

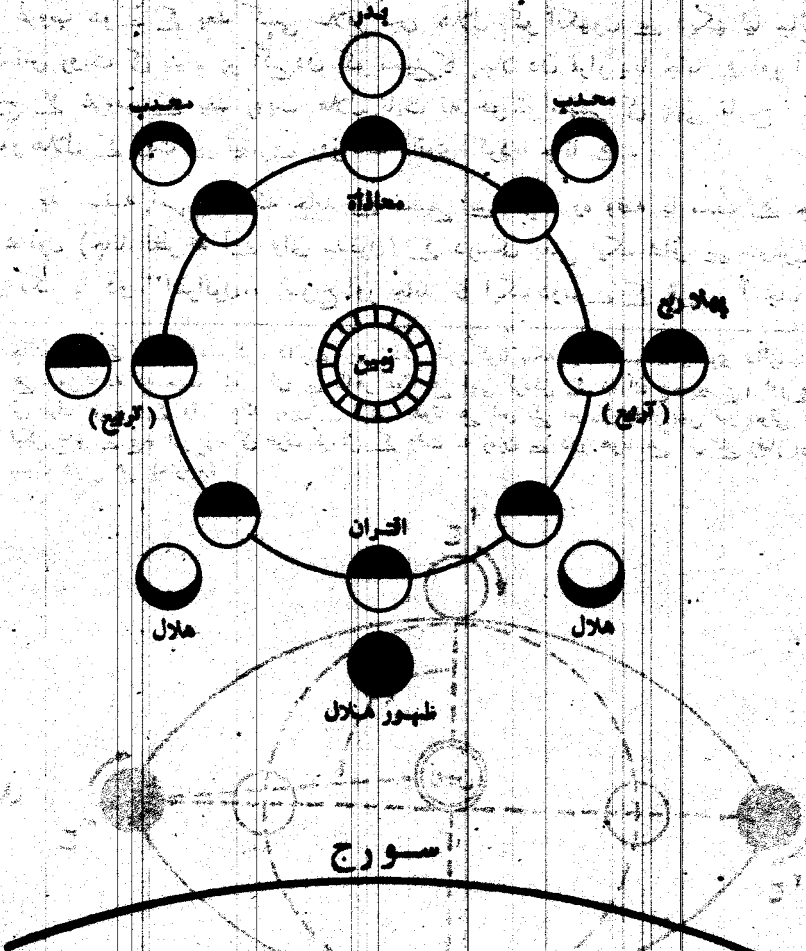

محاذاة: جب چاند اور سورج ایک ہی خط پر ایک دوسرے کے مقابل آجاتے ہیں لیکن زمین کی نسبت چاند سورج سے دور ہوتا ہے یہ صورت مکمل چاند کے ظہور کی حالت میں ہوتی ہے۔
اقتران: جب چاند اور سورج ایک ہی خط پر ایک دوسرے کے مقابل آجاتے ہیں لیکن چاند زمین کی نسبت سورج سے قریب ہوتا ہے۔ یہ ہلال کے ظہور کی حالت ہے۔
تربیع: فضا میں ایک یا دو نقطے جہاں چاند سورج سے ۹۰ درجے دور رہتا ہے۔
محدب: جس میں چاند کا زیادہ حصہ روشن نظر آتا ہے۔ (مترجم)

کی درمیانی مدت کی پیمائش ۲۹ دن ۱۲ گھنٹے اور ۴۴ منٹ ہے(۳)۔ محاق (تاریک وقفہ) اس وقت واقع ہوتا ہے جب چاند نہ دن کو نظر آتا ہے نہ رات کو اور یہ وقفہ ''اقتران،، یا ''ظہور ہلال،، کی حالت میں تکمیل پذیر ہو جاتا ہے۔

''ظہور ہلال،، کے روز اس کے آنکھوں سے نظر نہ آنے کی وجہ اس کی وہ ظاہری حالت ہے جس میں وہ سورج سے ملا ہوتا ہے۔ یعنی اس نقطے سے بالکل جڑا ہوا جس پر سورج اس وقت آسمان میں واقع ہوتا ہے جب کہ چاند افق پر ہوتا ہے۔ اس وقت چاند اپنے تاریک نصف کرہ کے ساتھ جو سورج کی شعاعوں کی اوٹ میں ہوتا ہے زمین کی جانب ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک دن یا دن کے کچھ حصے میں چاند نظر نہیں آتا۔ ظہور ہلال کے وقت سے دوسرے دن اقتران کی گھڑی میں چاند سورج ڈوبنے کے بعد بہت تھوڑی دیر کے لئے باریک ہلال کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ چاند کے روشن محدب حصے کا رخ اس نقطے کی طرف ہوتا ہے جہاں سورج افق کے نیچے واقع ہوتا ہے۔ روزانہ کی معمول کے مطابق رفتار کی وجہ سے چاند مغربی افق میں سورج کے غروب کے کچھ دیر بعد ڈوب جاتا ہے۔

دوسرے دن بعینہ یہی حالت رہتی ہے البتہ اس کا روشن حصہ بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ ہمیں مکمل نصف دائرے کی صورت میں نظر آتا ہے۔ پھر دنوں کے گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ کم ہونا شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ یہ بھی مشرق سے سورج کے ساتھ ہی طلوع ہوتا ہے اور اس طرح محاق (چاند نظر

---

(۳) اس گردش کو فلکیات کی اصطلاح میں (Synodical Revolution) کہتے ہیں۔ اس کی مدت ۲۹ روز ۱۲ گھنٹے ۴۴ منٹ اور ۲۰۸ سیکنڈ ہے۔ چاند کی اصلی گردش جسے سیاری گردش (Sideral Revolution) کہتے ہیں، کے حساب سے چاند کی محوری گردش ۲۷ روز ۷ گھنٹے ۴۳ منٹ اور ۱۱۰۵ سیکنڈ میں مکمل ہوجاتی ہے۔ لیکن زمین کے اعتبار سے گردش کے مکمل ہونے کا حساب ایک اقتران سے دوسرے اقتران تک لگایا جاتا ہے۔ جب کہ چاند دوبارہ اسی حالت میں نظر آتا ہے۔ چاند اور زمین کے خصوصی محل وقوع کی وجہ سے تقریباً دو روز کا فرق پڑجاتا ہے (مترجم)۔

نہ آنے والی مدت) کے باعث بعض اوقات وہ غائب ہوجاتا ہے اور ہم اسے دیکھ نہیں سکتے۔

اس کے اگلے روز چاند اپنے طلوع و غروب کے معمول کے اوقات سے تقریباً پچاس منٹ بعد طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ جہاں تک ظہور ہلال کے روز اس کے آنکھوں سے اوجھل رہنے کا مسئلہ ہے تو اس کا سبب مختلف جغرافیائی علاقوں اور عروض بلد میں کرہ ارض کے نقاط کا اختلاف ہے تاہم چونکہ اجرام فلکی میں چاند زمین سے سب سے زیادہ قریب ہے اور اس قربت کے علاوہ آج کے خلائی اور ایٹمی دور میں سائنس کی ترقی تیز سائنٹفک حساب کی ژرف بینی وہ اہم اسباب ہیں جن کی بنا پر ہم چاند کے متعلق حسابات میں نہایت ہی عمدہ سائنٹفک نتائج پر پہنچ سکتے ہیں۔ ظہور ہلال کے وقت کا تعین، اس کا سورج سے اقتران اور چاند کا سورج کے غروب کے بعد کسی بھی جگہ باقی رہنے کے وقفہ کے حساب کا شمار اب ان خصوصی اور خالص سائنٹفک مسائل میں ہوتا ہے جو ہر قسم کے شک اور ابہام سے بالا ہو چکے ہیں۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی جگہ سورج کے غروب سے قبل چاند کا ظہور محض تھوڑی دیر کے لئے ہو جائے اس حالت میں افق پر شفق کی تیز روشنی یا بادلوں کی موجودگی یا چاند کے سورج کے غروب سے تھوڑے وقفہ قبل ڈوب جانے کی وجہ سے چاند کا نظر آنا مشکل ہوجاتا ہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس صورت میں شرع کا حکم کیا ہے۔

گویا حساب کے لحاظ سے تو چاند کا ظہور ثابت ہے لیکن مذکورہ بالا اسباب کی بنا پر رویت ہلال (آنکھوں سے) مشکل ہے اس صورت میں چاند کے ظہور کے بعد کے دن کو گذشتہ مہینے کا دن شمار کیا جائے یا نئے مہینے کا پہلا دن؟

ایسے حالات میں نہایت غور و فکر کی ضرورت ہے تاکہ بڑی غلطیاں

صادر نہ ہوں۔ ایسی غلطیوں کے بار بار ہونے کی وجہ سے اسلامی اور عربی ممالک علوم و فنون کی ترقی کے مقابلے کے ضمن میں تنقید کا ہدف بنتے ہیں۔ جو لوگ علوم ریاضی اور فلکیات اور ان کی تفصیلات کی افادیت کے منکر ہیں وہ جدید علوم اور ان کی وجہ سے آئے دن انسانیت کو پیش آنے والی ہر نئی (مفید) چیز کے بھی منکر ہیں۔

آخر ہم نماز کے اوقات کے اندازے کے لئے حساب پر کیوں اعتماد کرتے ہیں ؟ نماز فجر کا وقت مقرر کرنے کے لئے یہ دیکھنا کس کے لئے ممکن ہے کہ سورج کا قرص اس طرح واقع ہو کہ سفید شفق کے ظہور کے وقت اس کا مرکز مشرقی افق سے ۱۸ درجے کے قریب نیچے ہو ؟

کیا ہم عصر کی نماز کا وقت مقرر کرنے کے لئے عام حساب سے فائدہ نہیں اٹھاتے ؟ کیا ہم عشاء کی تعیین کے لئے حساب کا استعمال نہیں کرتے،،۔

آخر کیا وجہ ہے کہ ہم مذکورہ عبادات کے لئے تو حساب اور فلکیات کے قوانین کے مطابق چلتے ہیں لیکن قمری مہینوں کی پہلی تاریخوں کے لئے علم سائنس اور حساب سے مطابقت کرنے میں ہچکچاتے ہیں (۳)۔

کیا یہ ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ہم جدید علوم سے مدد لیں تاکہ اختلافات اور جھگڑوں کو ختم کرکے ہم صحیح حالات پیدا کرسکیں اور ان لایعنی بحثوں کو ختم کرسکیں۔

ظہور ہلال کے روز سورج کے ڈوبنے کے بعد نئے ہلال کے اثبات کے لئے آنکھوں سے چاند دیکھنے پر انحصار کا طریق ہمیشہ جھگڑے پیدا کرتا ہے

(۳) آئین کمیشن کی ۱۹۶۱ء کی رپورٹ میں کمیشن کے ارکان کی نظر بھی اس پہلو کی طرف گئی تھی۔ انھوں نے لکھا تھا ''نئی نسل کے مذہب سے دل برداشتہ لوگ ،، مذہب کی بے معقولیت کی مثال کے طور پر علماء کے اس رویے کو پیش کرتے ہیں کہ ظہور ہلال کے سلسلے میں تو علماء محکمہ موسمیات و فلکیات کے حسابات پر اعتراض کرتے ہیں لیکن سحری اور افطاری کے اوقات کے تعین میں انہی کے حسابات پر عمل کرتے ہیں،، ۔ ص ۱۲۰ (مترجم) Report of the Constitution Commission Pakistan 1961 (Karachi Govt. Press, 1962), p. 120

اور بڑے تاریخی اختلافات کی وجہ بنا رہا ہے۔ اس حالت کو ختم کرنے کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ ظہور ہلال کے بارے میں ہم فلکیات کے حساب پر اعتماد کریں اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ ہم آنکھوں سے رویت ہلال کی شرط کو نظر انداز کردیں کیونکہ آنکھ اکثر خطا کرتی ہے جیسے بادلوں کی موجودگی کی وجہ سے چاند واضح طور پر نظر نہیں آتا۔ اس طرح سورج سے پہلے چاند کا ڈوب جانا خواہ وہ بے حد قلیل وقفہ سے ہو یا اس کا سورج کے بعد محض تھوڑے وقفہ تک باقی رہنا۔ یہ اور ایسے بہت سے اسباب ہیں جن کی وجہ سے چاند کا دکھائی دینا مشکل یا محال ہوجاتا ہے۔ اور انہی کی بنا پر دو ہمسایہ ملکوں میں بھی اختلاف واقع ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی یہ اختلاف ایک روز سے بھی زیادہ اور بعض اوقات تین روز تک کا ہو جاتا ہے۔

ظہور ہلال کے روز اس کی رویت کے لئے سورج کے غروب کے بعد چاند کو آنکھوں سے دیکھنا تمدن کی اس ترقی سے مطابقت نہیں رکھتا اور نہ ہی اس سے کوئی یقینی نتیجہ نکلتا ہے۔ ہم اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے کہ ہم اس بارے میں جدید علوم اور سائنس پر اعتماد کریں اور ان فرزندان اسلام سے جنہوں نے ان علوم میں کامیابی حاصل کی ہے اس میں مدد طلب کریں کہ وہ اس فریضے کو ادا کریں۔ یہ ان کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

ہم آج ایسے دور میں ہیں جس میں خلا کی دور دراز وسعتوں اور گہرائیوں کو ناپ لیا گیا ہے۔ انسان کے قدم چاند کی سطح پر اپنے نقش چھوڑ چکے ہیں۔ اس نے اپنی فکر کے ذریعہ بعید ترین ستاروں کی سیر کرکے ان کی خصوصیات و حالات کا مطالعہ کر لیا ہے۔ اس نے مصنوعی سیارے فضا میں اڑائے ہیں اور انہیں زہرہ سیارے کی سطح پر اتارنے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ (اب مشتری کی جانب پرواز کر رہا ہے) ان تمام کامیابیوں کے بعد یہ کسی طرح نہیں جچتا کہ ہم اب بھی اس پر اصرار کریں کہ چاند کی رویت محض آنکھوں سے دیکھنے کے بعد ہی ہونا چاہئے۔ بہترین طریقے

اور عالمگیر یکسانیت کے اعتبار سے مفید ترین صورت یہی ہے کہ ہم فقط ظہور ہلال کے وقت پر اعتماد کریں اور محض آنکھوں سے رویت ہلال کی شرط کو نظر انداز کردیں ۔

دوسرے الفاظ میں جب بھی ہجری مہینے کے آخری ایام میں سورج کے ڈوبنے سے پہلے یا ذرا دیر بعد اس مہینے کے ہلال کے ظہور کا علم سائنسی بنیاد پر ہوجائے خواہ رویت ہلال کے عدم امکان یا اشکال کے کتنے ہی موانع ہوں یا ہلال سورج کے غروب سے قبل خواہ تھوڑے ہی وقفے سے غروب ہو جائے ان تمام موانع کے باوجود مذکورہ صورت حال میں اگلا دن مہینے کا پہلا روز شمار ہوگا کیونکہ یہ صورت ظہور ہلال کے حقیقی اور علمی حساب پر مبنی ہے ۔

جب تک کم از کم ایک سال کے موسموں اور تہواروں کے پیشگی تعین کے لئے قمری مہینوں کی پہلی تاریخیں مقرر کرنے کے لئے جدید علم حساب پر اعتماد نہیں کیا جاتا اس وقت تک عربی اور اسلامی ممالک میں وحدت قائم نہیں ہوسکتی ۔ اگر حساب پر اعتماد کرلیا جائے تو وحدت واضح طور پر عمل میں آئے گی اور ساری دنیا کے مسلمان ایک ہی دن روزہ رکھنے اور ایک ہی دن عید منانے لگیں گے ۔

اس کے علاوہ جدید علوم سے ہم آہنگی اور سہولت پسند شریعت سے وابستگی تمام جھگڑوں کا خاتمہ کرکے ان لوگوں کا منہ بند کردے گی جو ہمیں طعنہ دیتے ہیں کہ ہم ترقی و تمدن کے سفر میں پیچھے رہ گئے ہیں ۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو یہ جھگڑے ہر قمری مہینے کے شروع میں اسی طرح اٹھتے رہیں گے اور مسلمانوں کے لئے باعث خلفشار و انتشار بنے رہیں گے ۔